Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون ۲۲۹

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ
الفضل
ربوہ

یوم اتوار

ایڈیٹر
مسعود احمد دہلوی

The Daily
ALFAZL
RABWAH

قیمت فی پرچہ ۲۵ پیسے

جلد ۶۹/۳۴	یکم ربیع الاول ۱۴۰۰ھ ۔ ۲۰ صلح ۱۳۵۹ ہش ۔ ۲۰ جنوری ۱۹۸۰ء	نمبر ۱۶

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۱۹ جنوری ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز آجکل ربوہ سے باہر قیام پذیر ہیں۔ محترم امیر صاحب مقامی صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کی مرسلہ کل ۱۸ جنوری کی اطلاع ہے کہ حضور ایدہ اللہ بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔ حضور کی صحت اچھی ہے۔

احبابِ جماعت توجہ اور التزام کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں کہ مولائے کریم حضور کو اپنے خاص فضل و کرم سے صحت و عافیت سے اپنی حفظ و امان میں رکھے، آپ کا مقاصدِ دینیہ کی تکمیل میں لا انتہا برکات ڈالے اور ہر ہر لمحہ اور ہر ہر آن اپنی تائید و نصرت سے نوازتا رہے۔ آمین اللّٰھم آمین۔

حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی طبیعت فلو کی وجہ سے ناساز ہے۔

احبابِ جماعت خاص توجہ اور درد والحاح کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضرت سیدہ ممدوحہ مدظلہا کو صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور آپ کا بابرکت سایہ تادیر ہمارے سروں پر سلامت رکھے۔ آمین

ربوہ ۱۸ صلح (جنوری) آج مسجد اقصیٰ میں نماز جمعہ امیر مقامی محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کی ہدایت پر محترم مولانا ملک سیف الرحمٰن صاحب نے پڑھائی۔ آپ نے نماز سے قبل خطبہ جمعہ دیتے ہوئے سورہ جمعہ کی آیت

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

(جمعہ ۔ ۱۰)

کی تفسیر کی اور نماز جمعہ کی فضیلت پر روشنی ڈالی۔ محترم مولانا نے کہا کہ جمعہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی عید قرار دیا ہے۔ انہوں نے احباب جماعت پر زور دیا کہ وہ جمعہ کی اہمیت کو سمجھیں۔ وہ لوگ بڑے خوش قسمت ہیں جو کہ جمعہ کے لئے پوری تیاری کر کے پہنچتے ہیں۔ محترم ملک صاحب نے آیتِ قرآنی کی تفسیر میں چند احادیث پیش کیں ان احادیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو لوگ جمعہ کی نماز کے لئے نہیں آتے ان کے بارے میں میرا دل یہ چاہتا ہے کہ میں اپنی جگہ پر کسی اور شخص کو امامت کے لئے کھڑا کروں اور بعض لوگوں کے سروں پر لکڑیوں کے گٹھے اٹھوا کر ایسے لوگوں کو ان کے

(باقی صفحہ ۷ پر)

جمعہ کا حکم انسانوں کو ایک نفسِ واحد بنانے کے لئے دیا گیا ہے

اس کا فائدہ یہ ہے کہ ایک انسان کے انوار دوسرے میں اثر کر کے اُسے قوّت بخشیں

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاداتِ عالیہ

"اللہ تعالیٰ کا یہ منشاء ہے کہ تمام انسانوں کو ایک نفسِ واحد کی طرح بنا دے۔ اس کا نام وحدتِ جمہوری ہے جس سے بہت سے انسان بحالت مجموعی ایک انسان کے حکم میں سمجھے جا سکتے ہیں۔ مذہب سے بھی یہی منشاء ہوتا ہے کہ تسبیح کے دانوں کی طرح وحدت جمہوری کے ایک دھاگہ میں سب پروئے جائیں۔ یہ نمازیں باجماعت جو کہ ادا کی جاتی ہیں وہ بھی اسی وحدت کے لئے ہیں تاکہ کُل نمازیوں کا ایک وجود شمار کیا جاوے اور آپس میں مل کر کھڑے ہونے کا حکم اِسی لئے ہے کہ جس کے پاس زیادہ نور ہے وہ دوسرے کمزور میں سرایت کر کے اسے قوّت دیوے حتّٰی کہ حج بھی اسی لئے ہے۔ اس وحدتِ جمہوری کو پیدا کرنے اور قائم رکھنے کی ابتدا اسی طرح سے اللہ تعالیٰ نے کی ہے کہ اوّل یہ حکم دیا ہے کہ ہر ایک محلہ والے پانچ وقت نمازوں کو باجماعت محلّہ کی مسجد میں ادا کریں....

پھر دوسرا حکم یہ ہے کہ جمعہ کے دن جامع مسجد میں جمع ہوں کیونکہ ایک شہر کے لوگوں کا ہر روز جمع ہونا تو مشکل ہے اِس لئے یہ تجویز کی کہ شہر کے سب لوگ ہفتہ میں ایک دفعہ مل کر تعارف اور وحدت پیدا کریں۔ آخر کبھی نہ کبھی تو سب ایک ہو جاویں گے.... غرضیکہ اِس طرح سے اللہ تعالیٰ نے چاہا ہے کہ آپس میں اُلفت اور اُنس ترقی پکڑے..... اسلام کا فلسفہ کیسا پکّا ہے۔ دنیوی حکّام کی طرف سے جو احکام پیش ہوتے ہیں ان میں تو انسان ہمیشہ کے لئے ڈھیلا ہو سکتا ہے لیکن خدا تعالیٰ کے احکام میں ڈھیلا پن اور اس سے بکلّی روگردانی کبھی ممکن ہی نہیں۔ کونسا ایسا مسلمان ہے جو کم ازکم عیدین کی بھی نماز نہ ادا کرتا ہو۔ پس ان تمام اجتماعوں کا یہ فائدہ ہے کہ ایک کے انوار دوسرے میں اثر کر کے اسے قوّت بخشیں"

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ ۱۲۹، صفحہ ۱۳۰)

پبلشر: مسعود احمد ۔ پرنٹر: سیّد عبدالحی ۔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ ۔ مقامِ اشاعت: دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
یکم ربیع الاول ۱۴۰۰ھ
۲۰ صلح ۱۳۵۹ ہش

عالمگیر غلبۂ اسلام اور ہماری دو اہم ذمہ داریاں

اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کے بارہ میں اپنی ایک خاص سنت کا ذکر فرمایا ہے۔ وہ سنت بندے اور خدا کے باہمی تعلق میں ایک بنیادی اصل کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس اصل کو نہ سمجھنے کی وجہ سے بسا اوقات انسان ہمت ہار بیٹھتے ہیں اور خسرانِ مبین میں مبتلا ہوئے بغیر نہیں رہتے۔ اس سنت اور بنیادی اصل کا اللہ تعالیٰ نے ایک چھوٹی سی آیت میں ذکر فرمایا ہے اور وہ یہ ہے:-

لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا (البقرہ آیت ۲۸۶)

ترجمہ:- اللہ کسی پر سوائے اُس (ذمہ داری) کے جو اُس کی طاقت میں ہو کوئی ذمہ داری نہیں ڈالتا۔

اس آیت کی رُو سے انسانوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جس امر کا بھی مکلّف کیا گیا ہے اُس کے مناسب حال اُنہیں قوتیں اور استعدادیں بھی دی گئی ہیں۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ اللہ تعالیٰ انسانوں پر ایک ذمہ داری تو ڈالے لیکن اُس ذمہ داری کی ادائیگی کے لئے جن قوتوں اور استعدادوں کی ضرورت ہے وہ انہیں ودیعت نہ کرے کیونکہ ایسا کرنا ظلم کے مترادف ہوگا اور خدائے رحمٰن و رحیم اور ارحم الراحمین کی ذات ظلم سے یکسر منزہ ہے۔ اُس نے اس امر کا قرآن میں بار بار ذکر کیا ہے کہ ہم کسی پر ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتے۔

مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی پیدائش کا مقصد یہ قرار دیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حقیقی عبد بنیں اور اس حد تک اطاعت الٰہی کو لازم پکڑیں کہ ان کی ہر حرکت و سکون عبادت کا درجہ اختیار کرلے۔ آیۂ کریمہ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ سے یہی مستنبط ہوتا ہے۔ سو اللہ تعالیٰ نے لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ کہہ کر یعنی یہ جتلا کر کہ ہم نے انسان کو موزوں سے موزوں حالت میں پیدا کیا ہے۔ یہ امر واضح کر دیا کہ انسانوں کو ایسی اعلیٰ درجہ کی مناسب حال قوتیں اور استعدادیں عطا کی گئی ہیں کہ وہ صحیح معنوں میں اللہ تعالیٰ کے عبد بن سکیں۔ عبد بننے کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے اشرف المخلوقات یعنی انسان کے سوا اس دنیا میں پائی جانے والی دوسری مخلوق پر نہیں ڈالی۔ اسی لئے انسان ہی کے لئے فرمایا کہ ہم نے اسے اعلیٰ سے اعلیٰ مناسب حال قوتوں اور استعدادوں کے ساتھ پیدا کیا ہے۔ انسان کے سوا کسی دوسری مخلوق کے لئے یہ نہیں فرمایا۔

پس حقیقت یہ ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے جس امر کے لئے بھی مکلّف کیا ہے اس کے مطابق قوتیں اور استعدادیں بھی اسے عطا کی ہیں۔ اگر انسان اللہ تعالیٰ کی طرف سے عائد کردہ کسی ذمہ داری کو ادا کرنے میں ناکام رہتا ہے تو اس لئے نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اُسے قوتیں اور استعدادیں عطا نہیں کیں بلکہ اس لئے کہ انسان نے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ قوتوں اور استعدادوں سے پورے اور صحیح طور پر استفادہ نہیں کیا۔

بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ بظاہر ذمہ داری انسانی طاقت سے بالا نظر آتی ہے۔ ایسی صورت میں لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا کی رُو سے اللہ تعالیٰ نے انسان کو صرف اس امر کا مکلّف کیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ قوتوں اور استعدادوں کی آخری حد تک اپنی ذمہ داری کو ادا کر دکھائے اور پھر نتیجہ کو خدا تعالیٰ پر چھوڑ دے اور اس کے لئے دعاؤں میں مصروف رہے۔ ایسی صورت میں اگر اس کی کوشش اور جدوجہد میں کوئی خامی رہ جائے گی تو خدا تعالیٰ جو قادر و عزیز اور قدیر و مقتدر خدا ہے حسب منشاء نتیجہ خود پیدا کر دکھلائے گا اور اُس کی جناب میں انسان بری الذمہ ٹھہرے گا اور یہی قرار پائے گا کہ انسان نے اپنی ذمہ داری پوری کر دکھائی۔ انسان عطا کردہ قوتوں اور استعدادوں کی حد تک ہی مکلّف کیا گیا ہے اس سے زیادہ نہیں۔

بنا بریں جو انسان ذمہ داری کو اپنی طاقت سے بالا سمجھ کر ہمت ہار بیٹھتے ہیں اور اس کی ادائیگی سے دستکش ہو جاتے ہیں وہ خدا تعالیٰ کی نگاہ میں مجرم قرار پاتے ہیں کیونکہ وہ بہانہ جُو ہوتے ہیں۔ ان کا تو فرض یہ ہے اور اسی فرض کی ادائیگی کے لئے ہی وہ مکلّف ہیں کہ وہ اپنی قوت اور استعداد کی آخری حد تک اپنی ذمہ داری کو نبھانے کی کوشش میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھیں اور ذمہ داری کے عملاً پورا ہونے میں جو کمی رہ جائے اُس کے پورا ہونے کے لئے خدا تعالیٰ کی جناب میں جھکے رہیں۔ اور اسی کی جناب میں عرض کریں کہ ذمہ داری کے بقیہ حصّہ کو بھی جو انہیں بظاہر اپنی استعداد سے بالا نظر آئے خود ہی پورا کر کے مطلوبہ نتائج کو منصہ شہود پر لے آئے۔

اس اصل کی رُو سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عائد کردہ ذمہ داری خواہ کتنی ہی عظیم اور بظاہر انسانی طاقت سے کتنی بالا کیوں نہ نظر آئے انسانوں کے لئے اُس کی ادائیگی سے فرار کی گنجائش ہی باقی نہیں رہتی۔ ان کا کام تو یہ ہے کہ وہ اس ذمہ داری کی ادائیگی میں ہمہ تن مصروف ہو جائیں اور اپنی استعدادوں کی آخری حد تک اسے پورا کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھیں۔ اگر استعدادیں ذمہ داری کے مقابلہ میں کم نظر آتی ہیں تو استعدادوں کو پیدا کرنے والا ان استعدادوں کو بڑھا بھی سکتا ہے۔ بالخصوص اپنی جماعتوں پر جب وہ عظیم ذمہ داریاں عائد کرتا ہے تو ان کی طرف سے کوششوں کو انتہا تک پہنچانے پر وہ پہلے سے عطا کردہ استعدادوں میں غیر معمولی اضافہ کر دیتا ہے جس کے نتیجہ میں وہ طاقت سے بالا نظر آنے والی ذمہ داری کو بھی ادا کرنے کے قابل بن جاتی ہیں اور وہ اُسی کے غیر معمولی فضل کے نتیجہ میں اُسے عملاً پورا کر دکھاتی ہیں۔ پس خدا تعالیٰ کی طرف سے عائد کردہ ذمہ داری کبھی اور کسی حال میں بھی (خواہ وہ کتنی ہی عظیم کیوں نہ ہو) انسانی طاقتوں سے بالا نہیں ہوتی۔

احمدی ہونے کی حیثیت میں ہم پر اللہ تعالیٰ نے ایک بہت ہی عظیم ذمہ داری عائد کی ہے اور وہ ذمہ داری یہ ہے کہ اُس نے اسلام کو ساری دنیا میں غالب کر کے تمام نوعِ انسانی کو امّتِ واحدہ بنانے کا کام ہمارے سپرد کیا ہے۔ جب ہم اپنی بساط کو دیکھتے ہیں اور پھر اس انتہائی عظیم ذمہ داری کا جائزہ لیتے ہیں تو یہ ہمیں اپنی بساط سے لاکھوں اور کروڑوں گنا زیادہ نظر آتی ہے لیکن جب خدا تعالیٰ نے ہمارے کمزور کندھوں پر یہ عظیم ذمہ داری ڈالی ہے تو پھر یقیناً اس نے من حیث الجماعت ہمیں وہ قوتیں اور استعدادیں بھی عطا کی ہیں جو اس ذمہ داری کو کماحقہٗ ادا کرنے کے لئے ضروری ہیں۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ وہ جماعت پر اتنی عظیم ذمہ داری تو عائد کر دے لیکن جماعت میں اس کی ادائیگی کی قوت اور استعداد پیدا نہ کرے۔ جماعت کی انتہائی کمزوری اور بے بضاعتی کے باوجود اُس نے اس میں اتنی استعداد ضرور پیدا کی ہے کہ وہ اس ذمہ داری کو کماحقہٗ ادا کرتی چلی جائے اور حقیقت یہ ہے کہ وہ اس کی دی ہوئی توفیق سے اس کے بارش کی طرح نازل ہونے والے فضلوں کے نتیجہ میں اس ذمہ داری کو ادا کرتی چلی آرہی ہے اور اس سے یہ ادائیگی چلی آرہی ہے کہ ہمارا صادق الوعد خدا حسب ضرورت اپنے وعدوں کے بموجب اس کی استعدادوں میں مسلسل اضافہ کرتا چلا آرہا ہے۔

ذمہ داری، اس میں شک نہیں، بہت عظیم ہے۔ جب ایک احمدی اس ذمہ داری کی بے اندازہ وسعت کے بارہ میں سوچتا ہے تو پریشانی اُسے ضرور لاحق ہوتی ہے اور بعض اوقات اپنی کمزوریوں کو دیکھ کر ہمت ٹوٹنے لگتی ہے لیکن جب وہ اپنے صادق الوعد خدا کے وعدوں اور بشارتوں پر غور کرتا ہے اور انہیں پورا ہوتے دیکھتا ہے اور خدائی فضلوں اور رحمتوں کو بارش کی طرح نازل ہوتے ہوئے مشاہدہ کرتا ہے تو اُس کی ہمت بلند سے بلند تر ہو جاتی ہے اور قربانیوں کے میدان میں اس کا قدم تیز سے تیز تر ہو جاتا ہے۔ اسی لئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اسلام کو ساری دنیا میں غالب کرنے اور پوری نوع انسانی کو امّتِ واحدہ بنانے کی انتہائی عظیم ذمہ داری کے ضمن میں ہمیں دو باتوں کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اوّل یہ کہ ہم اپنی کوشش کو اپنی استعداد کی آخری حد تک پہنچانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھیں۔ دوسرے یہ کہ ہم خدا تعالیٰ کے حضور یہ دعا کریں کہ ذمہ داری کی انتہائی وسعت کے پیش نظر خدا تعالیٰ حسب ضرورت ہماری استعدادوں کو بڑھاتا چلا جائے تاکہ ہم اس عظیم ذمہ داری کو کماحقہٗ ادا کر سکیں۔ چنانچہ حضور ایدہ اللہ فرماتے ہیں:-

"ہر احمدی کی یہ ذمہ داری ہے کہ (۱) وہ اپنا سب کچھ اپنے خدا کے حضور پیش کر دے اور (۲) خدا تعالیٰ سے یہ مانگے کہ اے خدا ہر وہ چیز جس کی اس انقلاب عظیم کو کامیاب کرنے کے لئے ضرورت ہے وہ ہمیں عطا کر دے ...... خدا تمہیں بھی اور مجھے بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا خادم بننے کی توفیق عطا کرے تاکہ مہدی علیہ السلام کی بعثت کا جو مقصد ہے وہ پورا ہو اور نوعِ انسانی اسلام کے آخری غلبہ کے بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہو جائے اور ایک خاندان بن جائے۔ آمین۔"

(الفضل ۲۷ دسمبر ۱۹۷۷ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہمارا کلیم و مجیب۔ قدیر و کریم آقا

مکرم چوہدری جمال الدین احمد صاحب قادیانی واقفِ زندگی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایسے وقت میں مبعوث ہوئے جبکہ برصغیر میں خصوصاً اور اکناف عالم میں عموماً شرک و الحاد کا دَور دورہ تھا اور دنیا معصیت و گناہ اور فسق و فجور سے بھری پڑی تھی۔ اور شرک کی ایک خاص قسم نصف جہاں پر چھا چکی تھی اور ہر طرف انسانیت اور شرافت پردوں میں نہاں در نہاں ہوتی جا رہی تھی تاریکی ہی تاریکی ہو رہی تھی۔

جو توحید پرستی کے دعویدار بھی تھے وہ بھی مغربیت کے مادی عروج سے مرعوب ہو کر انسان پرستی بلکہ مردہ پرستی کا شکار ہو چکے تھے۔

الغرض شرک جلی اور شرک خفی کا غبار اتنا عام ہو گیا تھا اور ایسے حالات پیدا ہو گئے تھے کہ تاریک و تار دنیا میں اللہ کا نور ٹمٹماتے اور تھرتھراتے ہوئے دیئے کی مانند خال خال نظر آتا تھا۔

اللہ تعالیٰ کی صفت کلیم اور صفت مجیب کا ذکر محض زبانی اور حلق کے اوپر ہی سے ہوتا تھا اور اصل روح مفقود تھی زندگی کی روح۔ اسلام کی پُرشوکت زندگی کو ماضی کے صندوقوں میں بند کر دیا گیا تھا۔ اور اس کی حیاتِ جاوداں کو دھندلکوں میں محصور کر دیا گیا تھا اور قال اللہ اور قال الرسول محض رسمی اور دکھاوے کی چیز بنا دیئے گئے۔ مساجد کے وعظ بے عملی کے سبب عملی نمونہ سے دُور جا چکے تھے۔ اور بے اثر ہو کر رہ گئے تھے۔ قرآن حکیم اور سنت رسول صلے اللہ علیہ وسلم اور حدیث ایک مخصوص طبقے کا ذریعہ معاش بنا لئے گئے تھے۔ دوزخ اور بہشت ڈر اور لالچ کا محض افسانہ نظر آنے لگے تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کا بنیادی مقصد تمام انسانوں کو تازہ بتازہ اور شاندار نشانات قبولیت دعا کے معجزات کے ساتھ صفتِ کلیم و مجیب کے ساتھ توحید خالص سے شناسا کر کے آستانۂ الوہیت پر سجدہ ریز کر کے اسلام کے خدائے واحد و یگانہ کو تمام صفات کے ساتھ دائم و قائم اور ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا کے طور پر پیش کر کے تشنہ لب انسانوں کی سیری کا سامان کرنا تھا۔

چنانچہ حضور فرماتے ہیں۔

"پس میں اپنے دوستوں کو اطلاع دیتا ہوں کہ خوب یاد رکھو اور دل سے سنو اور دل میں جگہ دو کہ اللہ تعالیٰ جیسا کہ اس نے اپنی کتاب قرآن کریم میں اپنے وجود اور توحید کو پُرزور اور آسان دلائل سے ثابت کیا ہے ایک برتر ہستی اور نور ہے وہ لوگ جو اس زبردست ہستی کی قدرتوں اور عجائبات کو دیکھتے ہوئے بھی اس کے وجود پر شکوک ظاہر کرتے اور شبہ کرتے ہیں سچ جانو بڑے ہی بدقسمت ہیں... اَفِی اللّٰہِ شَکٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ..."

پھر حضور نے مشاہدات کی بناء پر اعلان فرمایا کہ ؎

مجھ کو خود اس نے دیا ہے چشمۂ توحید پاک
تا لگا دے از سرِ نو باغ دیں میں لالہ زار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم)

چنانچہ باغ دیں کو لالہ زار بنانے کا عظیم اور اس زمانہ میں عدیم المثال کارنامہ لاکھوں شواہد سماوی کے ساتھ فرمایا حسن عمل اور تائید سماوی کے ہزاروں لاکھوں گواہ اس جہان فانی میں پھیلا دیئے۔ اپنے ذاتی مشاہدات اور تجربات اور قبولیتِ دعا کے معجزات پیش کر کے بڑی جرأت اور غیر معمولی فراست کے ساتھ نہایت پُراثر پُرحکمت انداز سے زندہ خدا کا اس کی مخلوق سے تعارف کروایا اور شمع توحید کے لاکھوں پروانے پیدا کر دیئے۔ اور نہایت وفادار اور جاں نثار لوگوں کو فخر عبودیت بنا دیا۔ جو زبان حال سے پکارنے لگے ؎

جو ہمارا تھا وہ اب دلبر کا سارا ہو گیا
آج ہم دلبر کے اور دلبر ہمارا ہو گیا

حضور علیہ السلام نے جس انداز سے دعوتِ توحید دی اس کی جھلک [illegible] کے نہایت پیارے اور پُرشوکت الفاظ میں یوں ہے ؎

قوم کے لوگو اِدھر آؤ کہ نکلا آفتاب
وادیٔ ظلمت میں کیا بیٹھے ہو تم لیل و نہار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم)

نیز ارشاد فرمایا کہ ؎

بے خدا کوئی بھی ساتھی نہیں تکلیف کے وقت
اپنا سایہ بھی اندھیرے میں جدا ہوتا ہے

ارشاد ہوا۔

"ہمارے خدا میں بے شمار عجائبات ہیں مگر وہی دیکھتے ہیں جو صدق اور وفا سے اس کے ہو گئے ہیں۔ وہ غیروں پر جو اس کی قدرتوں پر یقین نہیں رکھتے۔ اور اس کے صادق وفادار نہیں ہیں وہ عجائبات ظاہر نہیں کرتا۔ کیا بدبخت وہ انسان ہے جس کو اب تک یہ پتہ نہیں کہ اس کا ایک خدا ہے...... اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں کس دف سے میں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے۔ اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں۔ اگر تم خدا کے ہو جاؤ گے تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے۔ تم سوئے ہوئے ہو گے اور خدا تمہارے لئے جاگے گا۔ تم دشمن سے غافل ہو گے اور خدا اسے دیکھے گا اور اس کے منصوبے کو توڑے گا۔"

(کشتی نوح صفحہ ۲۰، ۲۱)

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ جب تک انسان کے اندر دنیا کے سب رشتوں سے بالا محبتِ الٰہی نہ ہو وہ مومن نہیں ہو سکتا اور مقام قربِ الٰہی حاصل نہیں کر سکتا اس کا مقصد حیات پورا نہیں ہو سکتا۔

قرآن حکیم میں اللہ جل شانہ فرماتے ہیں

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ

یعنی مومنوں کے دلوں میں سب دوسرے تعلقات سے بڑھ کر اللہ کی محبت ہونی چاہیئے۔

پھر اقرار توحید کا ایک معیار اللہ تعالیٰ نے بڑے ہی آسان پیرایہ میں بیان فرمایا ہے۔

اُذْکُرُوا اللّٰہَ کَذِکْرِکُمْ اٰبَآءَکُمْ

کہ اللہ کو اپنے باپوں کی طرح ایک سمجھو۔

دنیا میں کوئی انسان یہ تصور بھی نہیں کرتا کہ اس کے دو باپ ہوں۔ اور یہ ممکن بھی نہیں۔ اسی طرح انسان کے ذہن میں سوائے خدائے واحد و یگانہ کے اور کوئی شریک نہیں ہو سکتا۔ اور اگر ہو گا تو یہ اپنی جان پر ظلم ہو گا۔

واحد ہے لاشریک ہے اور لازوال ہے
سب موت کا شکار ہیں اس کو فنا نہیں

حضرت مسیح پاک علیہ السلام اللہ تعالیٰ کو گواہ رکھ کر فرماتے ہیں:۔

"دیکھ میری روح نہایت توکل کے ساتھ تیری طرف ایسی پرواز کر رہی ہے جیسا کہ ایک پرندہ اپنے آشیانہ کی طرف آتا ہے۔ سو میں تیری قدرت کے نشان کا خواہشمند ہوں۔ لیکن نہ اپنے لئے اور نہ اپنی ذات کے لئے بلکہ اس لئے کہ لوگ تجھے پہچانیں اور تیری راہوں کو اختیار کریں۔"

قرب الٰہی حضور کو حاصل تھا۔ اور اسی وجہ سے حضور کو غیر معمولی جرأت اور بہادری حاصل تھی فرماتے ہیں ؎

سر سے میرے پاؤں تک وہ یار مجھ میں ہے نہاں
اے مرے بدخواہ کرنا ہوش کر کے مجھ پہ وار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم)

آپ اللہ تعالیٰ کی محبت کی شراب طہور سے مخمور ہو کر اپنے رب کریم سے مخاطب ہیں۔ فرماتے ہیں:۔

"میں ان نشانوں کو شمار نہیں کر سکتا جو مجھے معلوم ہیں (مگر دنیا انہیں نہیں دیکھتی) میں تجھے پہچانتا ہوں کہ تو ہی میرا خدا ہے۔ اور میری روح تیرے نام سے ایسی اچھلتی ہے جیسے کہ ایک شیرخوار بچہ ماں کے دیکھنے سے اچھلتا ہے۔ لیکن اکثر لوگوں نے مجھے نہیں پہچانا اور نہ قبول کیا۔"

اللہ تعالیٰ اپنی جملہ صفات کے ساتھ اپنی مخلوقات سے پرتو ظاہر ہوا اور ہر فرد بشر اپنے ظرف کے مطابق اس سے فیض یاب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بس یہی آرزو حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی تھی۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہر رنگ میں پوری ہوئی حضور درد بھری آواز میں فرماتے ہیں:۔

"کیا ہی بدبخت وہ انسان
ہے جس کو اب تک یہ
پتہ نہیں کہ اس کا ایک
خدا ہے جو ہر ایک چیز پر
قادر ہے۔ ہمارا بہشت ہمارا
خدا ہے۔ ہماری لذات
ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ
ہم نے اس کو دیکھا اور
ہر ایک خوبصورتی اس میں
پائی۔ یہ دولت لینے کے
لائق ہے اگرچہ جان دینے
سے ملے۔ اور یہ لعل خریدنے
کے لائق ہے اگرچہ تمام
وجود کھونے سے حاصل ہو۔
(کشتی نوح ص ۲۰)

خیر کیا جانے کہ دلبر سے ہمیں کیا جوڑ ہے
وہ ہمارا ہو گیا اس کے ہوئے ہم جاں نثار
سایہ بھی ہو جائے ہے اوقاتِ ظلمت میں جدا
پر رہا وہ ہر اندھیرے میں رفیق و غمگسار
تیرے بن اے میری جاں یہ زندگی کیا خاک ہے
ایسے جینے سے تو بہتر مر کے ہو جانا غبار
دیکھتا ہوں اپنے دل کو عرش رب العالمیں
قرب اتنا بڑھ گیا جس سے ہے اترا مجھ میں یار
(براہین احمدیہ حصہ پنجم)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ قرب خداوندی ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی اور اسوۂ حسنہ پر چلنے کے طفیل نصیب ہوا بلا وسیلہ نہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو بھروسہ اپنے اللہ پر تھا اس کی ایک مثال پیش نہ کروں تو یہ مضمون نامکمل رہے گا۔

ایک دفعہ آپ ایک درخت کے نیچے سوئے پڑے تھے کہ ناگاہ ایک شور و پکار سے بیدار ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں ایک جنگلی اعرابی تلوار کھینچ کر خود حضور پر آپڑا ہے...... اس نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بتا اس وقت میرے ہاتھ سے کون تجھے بچا سکتا ہے؟ آپ نے پورے اطمینان اور سچی سکینت سے جو حاصل تھی فرمایا اللہ۔ آپ کا یہ فرمانا عام انسانوں کی طرح نہ تھا۔ اللہ جو خدا تعالیٰ کا اسم ذاتی ہے اور جو جامع جمیع صفاتِ کاملہ ہے ایسے طور پر آپ کے منہ سے نکلا کہ دل سے نکلا اور دشمن پر رعب طاری ہو گیا اس کا ہاتھ کانپ گیا اور تلوار گر پڑی۔ حضور نے اسے کہا کہ جا تجھے چھوڑ دیا۔ مروّت اور شجاعت مجھ سے سیکھ وہ مسلمان ہو گیا۔"

یہ ہے اسلام کا خدا قادر و توانا خدا۔

زندگی کا مقصد اسی خدائے واحد و یگانہ کی پرستش ہے اور ہونا بھی چاہیئے تھا کہ اس کے سوا اور کوئی ہو ہی نہیں سکتا

اَللّٰہُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ

اور اس کے زندہ اور دائم و قائم ہونے کا ثبوت اس کی صفات کلیم سے ملتا رہا ہے۔ ملتا ہے اور ہمیشہ ملتا رہے گا۔ یہ تو انسانی اختیارات سے ہی بالا ہے کہ کوئی اس کی صفات یا کسی صفت پر تصرف حاصل کر سکے یا روک سکے۔ انسان کی حیثیت اور بساط ہی کیا ہے۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی صفات کے خلاف کوئی بات بھی کر سکے۔ ؎

بنا سکتا نہیں اک پاؤں کیڑے کا بشر ہرگز
تو پھر کیونکر بنانا نورِ حق کا اس پہ آساں ہے

اس زمانہ میں اگر خدا تعالیٰ کا خاص کرم نہ ہوتا۔ اور حضرت مسیح پاک علیہ السلام کا وجود ظاہر نہ ہوتا تو انسان ماضی کی طرف کب تک دیکھتا رہتا۔

تعلق باللہ کا عملی نمونہ ہی زندگی کی علامت ہے۔ اور اس زندگی کا اظہار اللہ تعالیٰ کی صفت کلیم و مجیب کے سوا ہو ہی نہیں سکتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا ہی پُر حقیقت انداز سے فرمایا ہے ؎

وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم
اب بھی اس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار

اور فرماتے ہیں ؎

تجھے دنیا میں ہے کس نے پکارا
کہ پھر خالی گیا قسمت کا مارا

ذرا سوچو تو یہی راستبازی اور ذہانت تقویٰ سے آتی ہے اور متقی بننے سے ایک نور اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے اور جوہر قابل کی تلاش میں رہتا ہے۔ بارش آسمان سے پڑتی ہے اور کوئی جگہ اس سے گلزار بن جاتی ہے اور کہیں کانٹے ہی پیدا ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی صفتِ کلیم اور صفت مجیب ایک بارش ہے جو ازل سے جاری ہے۔ اور ہمیشہ جاری رہے گی۔ بُعد زمانی اور بُعد مکانی اس پر اثر انداز نہیں ہو سکتا۔ اور یہ صفات بند ہونا تو کجا معطل بھی نہیں ہو سکتی۔ انسان کے بس کی یہ بات ہی نہیں۔ چاند کے آگے پردہ تان کر کوئی اس کے نور کو بند نہیں کر سکتا۔ سوائے اس کے کہ خود اس نور سے محروم ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ اپنی جملہ صفات کے ساتھ قادر و توانا ہے۔ اس پر کوئی قدغن نہیں لگا سکتا۔ کسی مخلوق کی کوئی مجال نہیں۔ کہ اس کی ساری صفات میں مخل ہو سکے یا کسی صفت کو معطل کر سکے ؎

غرض رکھتے نہیں ہرگز خدا کے کام بندوں سے
بھلا خالق کے آگے خلق کی کچھ پیش جاتی ہے

حیران کن بات یہ ہے کہ ہمارے قدیر و کریم رب العالمین آقا کی اس صفت کو کالعدم قرار دیا جاوے جو دراصل امت محمدیہ کی جان ہے یعنی اس کا اپنے خاص بندوں کے ساتھ پیار کا اظہار کرنا انسانی آنکھ تو دیکھ نہیں سکتی لا تدرکہ الابصار مگر اس کے پیارے منہ کا بول ہی انسانی کان کے ذریعہ تشنگی الفت کی تکمیل کر سکتا ہے۔ قرآن کریم کے ۳۰ سپارے اس کا ثبوت ہیں اور یہی اس کے پیار کے اظہار کا ذریعہ ہے کہ ؎

تم راتیں کاٹو جاگ کے یاد حبیب میں
پھر اس کی میٹھی میٹھی صداؤں کو تم سنو

آخر میں حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے الفاظ پر اپنے مضمون کو ختم کرتا ہوں فرمایا:

"اے عزیزو! تم جو خدا
کی طلب میں لگے ہوئے
ہو۔ میں تمہیں بشارت
دیتا ہوں کہ سچا خدا
وہی ہے جس نے قرآن
نازل کیا۔ وہی ہے جس
نے میرے پر تجلی کی اور
میرے ہر دم ساتھ ہے۔"

صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ

۲۹ تبلیغ ۱۳۵۹ ہش / فروری ۱۹۸۰ء تاریخ یاد رکھیے

صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ میں وعدہ کرنے والے مخلصین سے گزارش ہے کہ وہ ۲۹ تبلیغ ۱۳۵۹ ہش کی تاریخ یاد رکھیں۔ اس تاریخ تک ان کے وعدہ کا $\frac{6}{15}$ وصول ہو کر مرکز میں پہنچ جانا چاہیئے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

خاکسار:۔ سیکرٹری صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ

ہر صاحب استطاعت احمدی کا فرض ہے کہ

اخبار الفضل

خود خرید کر پڑھے اور زیادہ سے زیادہ اپنے غیر احمدی دوستوں کو پڑھنے کے لئے دے۔ (مینیجر الفضل)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آدابِ مساجد

مکرم مولوی روشن دین احمد صاحب مربی سلسلہ مقیم کوئٹہ

آداب ادب کی جمع ہے اور اس کے معنی عزت و احترام کرنے کے ہیں۔ ہر جگہ میں جانے اور آنے کی کچھ شرائط ہوتی ہیں مثلاً گھر میں یا کسی دفتر میں جانے کی کچھ شرائط مقرر ہیں اور ہر فرد ان کی پیروی اور اقتداء کرتا ہے۔ مگر جو کوئی جان بوجھ کر ان شرائط کی پرواہ نہیں کرتا وہ معقولیت سے عاری اور تہذیب سے کورا ہوتا ہے۔ اگر ان جگہوں میں جاتے ہوئے ان قواعد و ضوابط کو مدنظر رکھا نہیں جاتا تو کامیابی کی امید کرنا ایسا ہی ہوتا ہے جس طرح خشک جگہ سے مچھلی کی تلاش۔

بعینہٖ مسجد میں داخل ہونے اور اس سے باہر آنے کے کچھ قواعد ہیں اور عبادت کرنے کے کچھ طور طریق ہیں جو زید بکر نے مقرر نہیں کئے۔ بلکہ ان قواعد و ضوابط کو مقرر کرنے والے اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہیں۔ اس لئے ان کی پیروی از بس ضروری ہے۔

افادۂ احباب کے لئے ذیل میں چند آداب مساجد درج کئے جاتے ہیں۔

مساجد کی بنیاد ہی تقویٰ پر رکھی جاتی ہے

مساجد عبادت کرنے کے لئے بنائی جاتی ہیں تاکہ اجتماعی طور پر عبادت ہو۔ دراصل عبادت کے معنی ہی بندہ بن جانے کے ہیں اور بندہ تبھی کہا جا سکتا ہے۔ جب وہ جگہ یعنی عبادت سے آراستہ ہو۔ اگر عبادت کے وقت عبادت کرنے کی روح نہ ہو تو عبادت بے کار ہے اور بے فائدہ بن جاتی ہے۔ اسی واسطے مسجد کی بناء کی غرض و غایت ہی تقویٰ و طہارت اور خشیت الٰہی ہی ہے۔ چنانچہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ

لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى
التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ
يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ
فِيْهِ. فِيْهِ رِجَالٌ
يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا
وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ
(۹/۱۰۸)

یعنی (اے نبی) تو اس (مسجد) میں کبھی کھڑا نہ ہو۔ وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے دن سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے زیادہ حقدار ہے کہ اس میں (جماعت کرانے کے لئے) کھڑا ہو۔ اس میں (آنے والے) ایسے لوگ ہیں جو خواہش رکھتے ہیں کہ بالکل پاک ہو جائیں اور اللہ کامل پاکیزگی اختیار کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

پس مساجد کی غرض و غایت تقویٰ اللہ اور خشیت اللہ کا حصول ہے اسی حقیقت کو آشکارا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ کرتے ہیں کہ

احب البلاد الی اللہ
مساجدھا وابغض
البلاد الی اللہ اسواقھا
رواہ مسلم۔
(مشکوٰۃ المصابیح
باب المساجد و مواضع
الصلوٰۃ الفصل الاول
ص۶۸)

سب سے محبوب جگہیں اللہ کے نزدیک مسجدیں ہیں اور سب سے زیادہ ناپسند بازار ہیں۔

اور یہی وجہ ہے کہ مسجد کے بنانے کے لئے بڑا اجر ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

من بنی للہ مسجداً
بنی اللہ لہ بیتاً
فی الجنۃ متفق علیہ
(مشکوٰۃ باب المساجد
و مواضع الصلوٰۃ الفصل
الاول ص۶۸)

جس نے اللہ تعالیٰ کی خاطر مسجد بنائی خدا تعالیٰ اس کے عوض ثواب کی خاطر جنت میں گھر بنائے گا)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"مسجد کے بنانے میں شرط ہے کہ قیام مسجد میں نیت بہ اخلاص ہو۔ محض للہ اسے کیا جاوے۔ نفسانی اغراض یا کسی شر کو ہرگز دخل نہ ہو۔ تب خدا برکت دے گا۔"

(ملفوظات جلد ۷ ص۱۱۹)

پس ایک پاک و صاف و مطہر جگہ میں جا کر وہی دل فائدہ اٹھا سکتا ہے جو پاک و صاف ہو اور اس کو خدا کا قرب حاصل کرنے کی لو لگی ہوئی ہو۔ اس لئے مساجد میں آنے اور جانے کی پہلی اور آخری شرط تقویٰ اللہ ہے اور خلوص نیت ہے۔

مسجدیں اللہ کی ہوتی ہیں۔

مسجدیں اللہ تعالیٰ کی خاطر بنائی جاتی ہیں اور اسی کی عبادت کے لئے اس کی دیواریں اونچی کی جاتی ہیں۔ اس کی در و دیوار کا قیام اللہ تعالیٰ کے نام پر وجود میں آتا ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے کہ

اِنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ
فَلَا تَدْعُوْا مَعَ
اللّٰهِ اَحَدًا ۔ (۷۲/۱۹)

اور ہم نے یہ فیصلہ بھی کیا تھا کہ مساجد اللہ تعالیٰ کی ملکیت قرار دی جائیں۔ پس اے لوگو تم ان میں اس کے سوا کسی کو مت پکارو

پس انتظامیہ طور پر بندے اس کی نگرانی کرتے ہیں اور ان کی نگہداشت کرتے ہیں مگر جہاں تک مساجد کا سوال ہے جو موحد ہے ان میں جا کر عبادت کر سکتا ہے بلکہ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجران کے عیسائیوں کو مسجد میں عبادت کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی تھی۔

الغرض مساجد صرف اور صرف خدا کے لئے ہوتی ہیں۔ ان میں اگر کوئی کسی کی عبادت میں دخل اندازی کرتا ہے۔ تو وہ گویا خدا کی ملکیت کے دعوے کو توڑتا اور اس کی بے حرمتی کرتا ہے۔

مسجدوں سے روکنے والا بڑا ظالم ہے

مسجدوں کی بناء خدا تعالیٰ کی رضا اور اس کی عبادت بجا لانے کے لئے ہوتی ہے اس لئے جو فرد بھی مسجدوں میں جانے سے روکتا اور منع کرتا ہے وہ خدا تعالیٰ کی کتاب میں بڑا ظالم قرار پاتا ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ
مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ
يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ
وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا
اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ
اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا
خَآئِفِيْنَ ۔ لَهُمْ فِي
الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّلَهُمْ
فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ
عَظِيْمٌ ۔ (۲/۱۱۵)

اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم (ہو سکتا ہے) جس نے اللہ تعالیٰ کی مساجد سے لوگوں کو روکا کہ ان میں اللہ کا نام لیا جائے اور ان کی ویرانی کے درپے ہو گیا۔ ان (لوگوں کے لئے مناسب نہ تھا کہ ان (مساجد) کے اندر داخل ہوتے مگر خدا سے ڈرتے ہوئے ان کے لئے دنیا میں (بھی) رسوائی ہے اور آخرت میں بھی ان کے لئے بڑا عذاب مقدر ہے۔

سو خدا تعالیٰ کی انگلی اشارہ کر رہی ہے کہ

۱۔ مساجد میں ذکر الٰہی کرنے سے روکنا اور منع کرنا ظلم ہے۔
۲۔ مساجد میں ذکر الٰہی کرنے سے روکنا مساجد کو خراب کرنا ہے۔
۳۔ مساجد میں جب انسان جائے تو خوف الٰہی اس پر طاری ہونا چاہیئے۔
۴۔ مساجد سے روکنا اور ذکر الٰہی سے منع کرنا عذاب الٰہی کا مورد بناتا ہے

مساجد میں دور سے آنا زیادہ ثواب کا مستحق بناتا ہے

عام طور پر لوگوں کا خیال ہوتا ہے کہ چونکہ مسجد دور ہے اس واسطے مسجد میں نماز کے لئے جانا بڑا مشکل ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے سراسر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خلاف ہے آپ فرماتے ہیں:

اعظم الناس اجراً فی الصلوٰۃ ابعدھم فابعدھم ممشیً والذی ینتظر الصلوٰۃ حتی یصلیھا مع الامام اعظم اجرًا من الذی یصلی ثم ینام متفق علیہ۔

(باب المساجد الفصل الاول ص۶۸ مشکوٰۃ المصابیح)

جو دور سے مسجد میں نماز کے لئے آتا ہے اس کو زیادہ ثواب ہوتا ہے اور وہ شخص جو مع الجماعت نماز پڑھتا ہے اس کو اس شخص کی نسبت زیادہ ثواب ہوتا ہے جو گھر میں نماز پڑھتا اور سو جاتا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

خلت البقاع حول المسجد فاراد بنو سلمۃ ان ینتقلوا اقرب المسجد فبلغ ذالک النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال لھم بلغنی انکم تریدون ان تنتقلوا قرب المسجد قالوا نعم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد اردنا ذالک فقال یا بنی سلمۃ دیارکم تکتب اثارکم۔ دیارکم تکتب اثارکم

(مشکوٰۃ الفصل الاول باب المساجد ص۶۸)

مسجد کے اردگرد خالی جگہ تھی سو (قبیلہ) بنو سلمہ نے مسجد کے قریب (آباد ہونے کا) ارادہ کیا۔ تو آپ نے جواباً فرمایا اے بنو سلمہ تمہارے گھر (بے شک دور ہیں) مگر جتنے قدم زیادہ چل کر مسجد میں آتے ہو۔ ان (قدموں) کے نشانات (خدا کے حضور ثواب کی خاطر) لکھے جاتے ہیں۔

بعض روایات میں آتا ہے کہ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد سنکر بنو سلمہ کے قبیلہ نے مسجد کے پاس آ کر آباد ہونے کا ارادہ ترک کر دیا۔

مسجد میں آنے اور جانے کی دعائیں

مسجد ایک ایسی جگہ ہے جہاں انسان محض اور محض عبادت الٰہی کے لئے حاضر ہوتا ہے۔ اور ایسی جگہ بنانے کا مقصد و مدعا اور غرض و غایت بھی یہی ہوتی ہے کہ تا کہ لوگ اکٹھے ہو کر اجتماعی صورت میں عبادت کریں۔ اس لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہی ہے کہ جب انسان مسجد میں داخل ہو یا عبادت سے فارغ ہو کر مسجد سے باہر آئے تو مندرجہ ذیل کلمات میں عاجزانہ دعا کرے۔ چنانچہ حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ

عن فاطمۃ الزھرا رضی اللہ عنھا قالت کان اذا دخل المسجد قال بسم اللہ والسلام علیٰ رسول اللہ، اللھم اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتک واذا خرج قال بسم اللہ والسلام علیٰ رسول اللہ اللھم اغفرلی ابواب فضلک

(مسند احمد بن حنبل حدیث فاطمۃ الزھراؓ حدیقۃ الصالحین ص۱۵۹)

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں داخل ہوتے تھے تو ان الفاظ میں دعا فرماتے اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ۔ اللہ کے رسول پر سلامتی ہو۔ اے اللہ میرے گناہ بخش اور اپنی رحمت کے دروازے میرے لئے کھول دے۔ اور پھر جب مسجد سے نکلتے تو ان الفاظ میں دعا فرماتے اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے رسول پر سلامتی ہو۔ اے اللہ میرے گناہ بخش دے۔ اور میرے لئے اپنے فضل کے دروازے کھول دے۔

(الغرض مساجد میں داخل ہوتے ہوئے اور ان سے نکلتے وقت عاجزانہ طور پر مندرجہ بالا الفاظ میں دعا کرنا ضروری ہے۔ (باقی)

اگر تم چاہتے ہو کہ عذاب الٰہی سے محفوظ رہو تو استغفار کثرت سے پڑھو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

"میں تمہیں سمجھانا چاہتا ہوں کہ جو لوگ قبل از نزول بلا دعا کرتے ہیں۔ اور استغفار کرتے اور صدقات دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرتا ہے۔ اور عذاب الٰہی سے ان کو بچا لیتا ہے۔ میری ان باتوں کو قصہ کے طور پر نہ سنو۔ میں نصحاً للہ کہتا ہوں اپنے حالات پر غور کرو۔ اور آپ بھی اور اپنے دوستوں کو بھی دعا میں لگ جانے کے لئے کہو۔ استغفار عذاب الٰہی اور مصائب شدیدہ کے لئے سپر کا کام دیتا ہے۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ یعنی اللہ تعالیٰ ان کو ایسی حالت میں عذاب نہیں دیتا جبکہ وہ استغفار کر رہے ہوں (دنا قل) اس لئے اگر تم چاہتے ہو کہ عذاب الٰہی سے تم محفوظ رہو تو استغفار کثرت سے پڑھو۔"

(ملفوظات جلد ۱ ص۲۰۸)

صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ

۲۹ تبلیغ ۱۳۵۹ ہش / فروری ۱۹۸۰ء تاریخ یاد رکھیے

"صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ" میں وعدہ کرنے والے مخلصین سے گزارش ہے کہ وہ ۲۹ تبلیغ ۱۳۵۹ ہش کی تاریخ یاد رکھیں۔ اس تاریخ تک ان کے وعدہ کا $\frac{6}{15}$ وصول ہو کر مرکز میں پہنچ جانا چاہیئے۔

جزاکم اللہ احسن الجزاء

(سیکرٹری صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ)

اعلان دارالقضاء

مکرم ملک محمد بشیر احمد صاحب موضع گھوگھیاٹ ڈاکخانہ میانی ضلع سرگودھا نے درخواست دی ہے کہ میرے والد مکرم ملک محمد افضل صاحب ولد ملک نواب صاحب وفات پا چکے ہیں۔ قطعہ ۶/۲ واقع محلہ دارالیمن ربوہ والد صاحب مرحوم کے نام الاٹ ہے میرے علاوہ مرحوم کے درج ذیل وارثان بھی ہیں جنہیں پلاٹ مذکور میرے نام کئے جانے پر کوئی اعتراض نہیں ہے (۱) غلام فاطمہ صاحبہ بیوہ (۲) محمد نذیر احمد صاحب (۳) حمیدہ بیگم صاحبہ (۴) عزیزہ بیگم صاحبہ والد صاحب مرحوم موصی تھے استدعا ہے کہ پلاٹ نمبر ۶/۲ میرے نام منتقل کرنے کا فیصلہ صادر فرما دیں۔ اگر کسی وارث وغیرہ کو اس پر کوئی اعتراض ہو تو ۳۰ یوم تک اطلاع دی جاوے۔

(ناظم دارالقضاء ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ڈاکٹر عبدالسلام کی کامیابی پر جماعت احمدیہ گوجرانوالہ

کی

قرارداد تہنیت

مندرجہ ذیل قرارداد تہنیت جماعت احمدیہ گوجرانوالہ نے اپنے غیر معمولی اجلاس مورخہ ۲۱/۱۲/۷۹ بعد نماز جمعہ زیر صدارت محترم چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ گوجرانوالہ نہایت جوش و خروش اور دلی عقیدت و خلوص سے متفقہ طور پر پاس کی ہے:۔

"جماعت احمدیہ گوجرانوالہ کا یہ اجلاس عام فرزند احمدیت اور خادم الملّت والدّین نوبل پرائز یافتہ مشہور عالم پہلے پاکستانی مسلمان سائنسدان محترم پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی کامیابی پر دلی مبارک باد اور تحسین و آفرین پیش کرتے ہوئے دلی مسرت محسوس کرتا ہے۔

اجلاس ہذا دلی دُعاگو ہے کہ خدا تعالیٰ آئندہ بھی آپ کو ملک اور قوم کی بیش از بیش خدمات کی نمایاں توفیق عطا فرمائے۔ ہر آن اپنی حفظ و امان و پناہ میں رکھے اور ہمیشہ اپنی رحمتوں اور فضلوں سے نوازتا اور کامیابیوں اور کامرانیوں سے ہمکنار رکھے۔ آمین

محترم ڈاکٹر صاحب موصوف کو نوبل پرائز کا دیا جانا۔ اُن کی محنت شاقہ، زبردست تحقیق، اعلیٰ قابلیت، ذہانت۔ عالمانہ شان اور تاریخی کامیابیوں کا اعتراف حقیقت ہے۔ اللّٰھم زِد فزِد۔ آمین

بیرونی دنیا کے علاوہ پاکستان میں بھی اُن کی بے پناہ عزت افزائی کے لئے ہم صدر مملکت۔ جملہ اداروں اور شخصیتوں کے دلی ممنون ہیں۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو اس کی جزائے خیر دے۔ آمین"

(عبدالرحمٰن صابر جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ گوجرانوالہ)

احباب چندہ وقف جدید ادا فرمائیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

"وقف جدید اچھا کام کر رہی ہے۔ لیکن اس کے کام میں بھی حُسن پیدا ہونا چاہیئے"

آپ بھی اپنا چندہ وقف جدید حتی المقدور اضافہ کے ساتھ ادا کر کے ثواب دارین حاصل فرمائیں۔

(مرزا طاہر احمد۔ ناظم مال وقف جدید انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ)

انصار اللہ کی ذمہ داری

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے ایک موقعہ پر انصار اللہ کو ارشاد فرمایا:۔

"آپ کا نام انصار اللہ اس لئے رکھا گیا ہے کہ جہاں تک ہو سکے آپ دین کی خدمت کی طرف توجہ کریں اور توجہ مالی لحاظ سے بھی ہوتی ہے اور دینی لحاظ سے بھی ہوتی ہے۔"

تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان ہو چکا ہے۔ ہمارے انصار بھائیوں کو چاہیئے کہ وہ اس کے مالی جہاد میں بھرپور تعاون فرما کر اللہ تعالیٰ کے حضور سُرخرو ہوں اور حضور پُرنور کی خصوصی دعاؤں کے مستحق بنیں۔

(قائد تحریک جدید انصار اللہ مرکزیہ۔ ربوہ)

بشاشت قلب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں بے دریغ خرچ کیجئے

بشاشت قلب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں بے دریغ خرچ کیجئے۔ کیونکہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام مخلصین جماعت سے فرماتے ہیں:۔

"تم اے میرے عزیزو! میرے پیارو! میرے درخت وجود کی سرسبز شاخو! جو خدا تعالیٰ کی رحمت سے جو تم پر ہے میرے سلسلہ بیعت میں داخل ہو اور اپنی زندگی۔ اپنا آرام۔ اپنا مال اس راہ میں فدا کر رہے ہو اگرچہ میں جانتا ہوں کہ میں جو کچھ کہوں تم اُسے قبول کرنا اپنی سعادت سمجھو گے اور جہاں تک تمہاری طاقت ہے دریغ نہیں کرو گے۔ لیکن میں اس خدمت کے لئے معین طور پر اپنی زبان سے تم پر کچھ فرض نہیں کر سکتا۔ تا کہ تمہاری خدمتیں نہ میرے کہنے کی مجبوری سے بلکہ اپنی خوشی سے ہوں۔" (فتح اسلام صفحہ ۵۰)

(ناظر بیت المال آمد۔ ربوہ)

درخواست دُعا

محترم قاضی محمد اسلم صاحب ایم اے (کینٹب) لاہور سے تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"آج ایک نکاح کا اعلان کرنے کا موقعہ مجھے ملا۔ میں نے فریقین کو تحریک کی کہ اس تقریب کی خوشی میں مساجد فنڈ میں آپ دونوں فریقین کچھ دیں۔ چنانچہ ہر دو نے ۵۰۰/- روپے کل ۱۰۰۰/- ادا کر دیا۔ جو ارسال خدمت ہے۔"

قارئین کرام سے استدعا ہے کہ محترم قاضی صاحب موصوف کی صحت و سلامتی کے لئے بھی اور اس نکاح کے بابرکت ہونے کے لئے بھی دُعا کریں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

(وکیل المال اوّل تحریک جدید۔ ربوہ)

خاکسار کی ہمشیرہ محترمہ غلام فاطمہ زوجہ محمد ممتاز صاحب سابق قائد مجلس خدام الاحمدیہ خلیل آباد کئی دن بیہوش رہی ہیں اب کچھ صحت ہے۔ لیکن کمزور بہت ہیں۔ حضور اقدس اور احباب و بزرگان سے درد دل سے دُعا کی درخواست ہے کہ خدا تعالیٰ میری ہمشیرہ محترمہ کو صحت عطا فرمائے اور ہر مشکل سے نجات دے۔ آمین۔

(محمد لطیف ولد لال دین۔ خلیل آباد)

اعلان

دینی نصاب کارکنان صدر انجمن احمدیہ۔ بابت سال ۱۹۸۰ء/۱۳۵۹ہش

قرآن کریم :۔ پندرھواں پارہ نصف اوّل

کتاب :۔ نشانِ آسمانی

انٹرویو :۔ (الف) سورہ بقرہ کی پہلی سترہ آیات (حفظ)

(ب) غلبۂ اسلام کے لئے روزانہ کی جانے والی ادعیہ جن کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرما چکے ہیں۔

(ج) صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کوئی دو دلیلیں از قرآن کریم

(د) وفات مسیح علیہ السلام کی کوئی ایک دلیل۔

(ر) معائنہ

یہ امتحان انشاء اللہ العزیز ۲۳ فروری ۱۹۸۰ء بروز ہفتہ مسجد مبارک میں ۸½ بجے صبح ہوگا۔

(ناظر اصلاح و ارشاد)

ضروری گذارش

احباب جماعت کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ انتظامات جلسہ سالانہ کے سلسلہ میں اپنی تجاویز دفتر افسر جلسہ سالانہ میں بھجوا کر شکریہ کا موقع عطا فرمائیں۔

(ناظر ضیافت)

ماہ بماہ لازمی چندہ جات کی ادائیگی سے ایک ماہ میں دو ماہ کا چندہ ادا نہیں کرنا پڑے گا (ناظر بیت المال ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ضروری اعلان برائے سہ سالہ انتخاب عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ

(از یکم ہجرت ۱۳۵۹ ہش / مئی ۱۹۸۰ء تا ۳۰ شہادت ۱۳۶۲ ہش / اپریل ۱۹۸۳ء)

جملہ جماعت ہائے احمدیہ کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ عہدیداران جماعتہائے احمدیہ کے موجودہ سہ سالہ تقرر کی میعاد ۳۰.۴.۸۰ کو ختم ہو رہی ہے آئندہ تین سال (۱.۵.۸۰ تا ۳۰.۴.۸۳) کے لئے عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ کے انتخاب جلد از جلد کروائے جانے مطلوب ہیں جس کے لئے ۱.۳.۸۰ کی میعاد مقرر کی جاتی ہے۔ اِس میعاد کے اندر اندر تمام عہدیداران کے انتخاب ہو کر نظارت علیا میں پہنچ جانے چاہئیں تاکہ ضروری کارروائی کے بعد بروقت منظوری دی جاسکے۔ جملہ انتخابات عہدیداران حسب قواعد ہونے چاہئیں تاکہ ان کو مکمل کروانے پر سلسلہ کا قیمتی وقت خرچ نہ کرنا پڑے اور جلد منظوری بھجوائی جاسکے۔

ضروری ہدایات

۱۔ انتخاب کرواتے وقت یہ امر خاص طور پر ملحوظ رکھا جائے کہ مطابق فیصلہ مجلس مشاورت ۱۳۴۹ ہش موجودہ سہ سالہ انتخاب عہدیداران میں کوئی ایسا دوست دوبارہ صدر منتخب نہیں ہو سکے گا جس نے گذشتہ سہ سالہ میعاد میں اپنی صدارت کے دوران اپنی جماعت کے کم از کم ۳۳ فیصد کو قرآن کریم نہ پڑھوا دیا ہو اور دیگر جملہ عہدیداران صرف اِسی صورت میں منتخب ہو سکیں گے کہ وہ باترجمہ قرآن کریم جانتے ہوں۔

۲۔ جملہ امراء مقامی و صدر صاحبان اِس امر کا خاص خیال رکھیں کہ انتخاب عہدیداران کے وقت انتخابی میٹنگ (یا مجلس انتخاب) کا صدر ایسے دوست کو نامزد کیا جائے جس کا نام امیر مقامی یا صدر مقامی کے عہدہ کے لئے پیش نہ ہو سکتا ہو۔ بہتر ہو گا کہ عہدیداران کا انتخاب مربیان و معلمین سلسلہ و انسپکٹران بیت المال آمد یا امیر ضلع یا ان کے کسی نمائندہ کی زیرِ صدارت کروایا جائے۔

(ناظر اعلیٰ)

اخبارِ احمدیہ (بقیہ صفحہ اوّل)

گھروں سمیت جلوا دوں۔ محترم ملک صاحب نے کہا کہ اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا نہیں کیا لیکن اس سے جہاں جمعہ کی نماز کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے وہاں یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ جو لوگ جمعہ کی طرف توجہ نہیں کرتے ان کا مقام آگ ہے۔ ایک اَور حدیث کا ذکر کرتے ہوئے محترم ملک صاحب نے بتایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر کوئی شخص لگاتار تین جمعے بلا کسی عذر کے چھوڑتا ہے اس کے دل پر ایک سیاہ داغ لگ جاتا ہے اور یہ داغ بڑھتے بڑھتے سارے دل کو سیاہ کر دیتا ہے۔ ملک صاحب نے ایک اَور حدیث پیش کرتے ہوئے بتایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جمعے میں ایک گھڑی ایسی بھی آتی ہے جو کہ قبولیتِ دعا کی گھڑی ہوتی ہے۔ آپ نے جمعہ کی فضیلت کے بیان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس بھی پیش کیا جس میں حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جمعہ اور اس کا خطبہ سُننے کی اِس قدر تاکید اِس لئے کی گئی ہے کہ خطبہ جمعہ نماز ہی کا حصّہ ہے۔ ملک صاحب نے احباب کو نمازِ جمعہ کی ادائیگی کی طرف متوجہ کرتے ہوئے دعا کی کہ خدا تعالیٰ ہم سب کو جمعہ کی اہمیت کو سمجھنے اور خدا تعالیٰ کی برکتوں سے حصّہ لینے کی توفیق عطا کرے آمین۔

میرے ابّا جان مکرم سیّد احمد علی صاحب نائب ناظر اصلاح و ارشاد مقامی کا مثانہ میں پتھری کا اپریشن فیصل آباد ہسپتال میں ہو رہا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ، خاندان حضرت مسیح موعودؑ، تمام بزرگانِ سلسلہ اور احمدی بہن بھائیوں کی خدمت میں نہایت عاجزانہ اور دردِ دل سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ابّا جان کو شفائے کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

راضیہ سیّد
بنت سیّد احمد علی صاحب

محترم الحاج مرزا محمد عثمان صاحب وفات پا گئے

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

میرے چچا زاد اور نسبتی بھائی محترم الحاج مرزا محمد عثمان صاحب ۱۶ جنوری ۱۹۸۰ء کو صبح دو بجے کے قریب، ۷۵ سال کی عمر میں اپنے مالکِ حقیقی سے جا ملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

مرحوم بہت عبادت گذار، دعاگو اور مالی قربانیوں میں دل کھول کر حصّہ لینے والے تھے۔ دین کا درد رکھنے والے اور صلح جُو انسان تھے۔ طالب علمی کے زمانہ سے ہی باقاعدہ تہجد گذار تھے۔ سرکاری ملازمت کے دوران ان کے بعض دوستوں نے مجھ سے اِس بات کا خاص طور پر ذکر کیا کہ کوئی مجلس یا کوئی موقع ہو نماز تہجد کو نہیں بھولتے تھے۔ جماعت کے خدمتِ خلق کے ہر ادارہ کو ہی ماہوار کچھ نہ کچھ دیتے تھے۔ حجِ بیت اللہ سے مشرف ہو چکے تھے۔ ایک بار عمرہ کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔

مرحوم ایک عرصہ تک تحریکِ جدید کے شعبہ تجارت میں کام کرتے رہے۔ اس کے بعد بعض بیرونی ممالک میں قریباً ۲۸ سال بسلسلہ ملازمت مقیم رہے۔ دسمبر ۱۹۷۹ء کی ابتدائی تاریخوں میں مع اہل و عیال جلسہ سالانہ کی برکات سے متمتع ہونے کے لئے پاکستان تشریف لائے تھے۔ ڈیڑھ سال سے اعصابی مریض تھے۔ ۱۵ جنوری کو ڈیوٹی پر بیرونِ ملک روانہ ہونے کا ارادہ تھا۔ محترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب کی ہدایت پر دو ماہ کے لئے مزید رُک گئے لیکن وقتِ مقدر آ چکا تھا رات کو سوئے اور نیند کی حالت میں ہی اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔

مرحوم نے بیوہ کے علاوہ چھ لڑکے اپنی یادگار چھوڑے ہیں۔ بڑے لڑکے عزیز مرزا محمد لقمان ایم، ایس سی لیکچرار تعلیم الاسلام کالج حال ہی میں امریکہ اعلیٰ تعلیم کے لئے گئے ہیں۔ تین مزید لڑکے شادی شدہ ہیں۔ دو بچے چھوٹے اور زیرِ تعلیم ہیں۔

۱۶ جنوری کو ہی عصر کی نماز کے بعد مسجد مبارک میں سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت نماز جنازہ پڑھائی جس کے بعد بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ قبر تیار ہونے پر محترم چوہدری حمید اللہ صاحب ایم، اے ناظر ضیافت نے دعا کرائی۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنی رضا کی جنّتوں میں بلند مقام عطا فرمائے جملہ پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق دے اور بیوہ اور بچّوں کا خود حامی و ناصر اور کفیل ہو۔ آمین۔

(سلطان احمد پیر کوٹی۔ ربوہ)

احباب توجّہ فرمائیں

۱۔ دو دُکانیں گولبازار میں برائے فروخت موجود ہیں رجوع فرماویں۔
۲۔ ایک رائس مل لگانے کے لئے تجربہ کار محنتی اور ایسے شخص کی ضرورت ہے جس نے پہلے کسی رائس مل کے لئے کام کیا ہو کوائف سے مطلع فرماویں نیز مشاہرہ بالمشافہ طے کریں
۳۔ ایک کوٹھی واقعہ محلہ دارالصدر کا نصف حصّہ کرایہ پر دینا مقصود ہے ضرورت مند توجّہ فرمائیں۔
۴۔ ایک جُوس نکالنے والی بجلی کی مشین کی ضرورت ہے۔

بلال اسٹیٹس رجسٹرڈ پراپرٹی ڈیلرز

فون دفتر ۵۰۸ بالمقابل ایوانِ محمود ربوہ فون رہائش ۲۰۵

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴